ڈ

# یخی شعور


**Sir Syed's book 'Asbaab-**
**By Dr. Uzma Hasan, Asst.**

Sir Syed AHmed Khan wa
sense of historical event
too are evidence that his
'Asbaab-e-Baghaavat-e-H
he did not only fought f
tried to convince the Brit
of freedom, which the Br

In this paper the writer
also traced the logic an
British of the mistakes
historical consciousness a


ں نے تہذیب اورمذہب کے دامن کی
یت اور کردار سازی نے جس کوتاریخ کا

کے ہر ہر پہلوکو متاثر کیااور جن کی سماجی،
کاتعین بھی کردیا۔ وہ شخصیت سرسید احمد
جاتا ہے کہ آپ کازاویہ نگاہ نہایت روشن
ریخی نگارشات مختلف النوع ہیں۔ انھوں
کو کھنگالا، تاریخِ اسلام اوراسلامیانِ ہند

۔ اُن کی تصانیف پر اگر سرسیدی نگاہ بھی

ڈالی جائے تو سرسید کا تاریخی شعور نمایاں نظر آتا ہے۔ جلاء القلوب بذکر المحبوب، سیرتِ فریدیہ، جامِ جم، آثار الصنادید، سلسلۃ الملوک، تاریخِ سرکشیِ بجنور، اسباب بغاوتِ ہند میں سرسید کا تاریخی شعور اور اسلوب بتدریج ارتقائی منازل کی طرف گامزن ہے۔ ''سرسید کے تاریخ پارے ان کی وسعت معلومات کے ساتھ ساتھ اُن کی ژرف نگاہی کی بھی غمازی کرتے ہیں۔ ان کا متکلمانہ اندازِ تحریر، منطقی ترتیب اور مدلل طرزِ بیاں ان کی تالیفات کی خصوصیات ہیں۔''(۲)

سرسید کی تاریخی بصیرت، اسلوب اور زبان کو برتنے کا سلیقہ اسباب بغاوت ہند میں اپنے عروج پر دیکھائی دیتا ہے ۔ سرسید نے اسباب بغاوت ہند میں خاص طور سے وہ انداز اختیار کیا ہے جو نفسیاتی طور پر نہایت متاثر کن ہے ۔ وہ اپنے مخاطب کو نہ صرف بات سننے بلکہ ماننے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ اور مخالف کی جانب سے بھی اس طور سے بات کرتے ہیں کہ وہ آپ سے دوری کے بجائے قربت محسوس کرنے پر خود کو مجبور پاتا ہے۔ اسباب بغاوت ہند کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں ۔ملاخطہ ہو اگرچہ دل چاہتا تھا کہ اب ان کو صفحہ روزگار سے مٹادوں بلکہ اپنے دل سے بھی بھلادوں۔''

جگہ جگہ انگریز حاکم کے لیے ہماری گورنمنٹ ، ہماری گورنمنٹ کے ذریعے خود کو ان کا خیر خواہ ظاہر کرتے ہیں اور یہاں بھی سرسید کا جذبہ حب ملی بین السطور روشن نظر آتا ہے۔ ملکہ کی جانب سے دیے جانے والے معافی کے اشتہار کے بارے میں زبان کے برتنے کا انداز دیکھیے''حق یہ ہے کہ اشتہار کا مضمون دیکھ کر بغاوت کے سبب لکھنے والوں کے ہاتھ سے قلم گر پڑے اس لیے کہ اب اُن کا علاج پورا ہوگیا۔''(۴)

اپنی بات پر قائل کرتے ہوئے سرسید نہایت انکساری کا مظاہر کرتے ہیں تا کہ بات کو سنے بغیر رد کرنے کا کوئی جواز ہی نہ رہ جائے بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ سامنے والا بات کو ماننے پر خود بخود مجبور ہوجائے تو بے جانہ ہوگا۔ یہاں سرسید کا انداز دیکھیں۔''مگران فسادات کے اصلی سببوں پر غور کرنا اور اپنی صداقت سے سچے سچے سببوں کا بیان کرنا میں ایک عمدہ خیرخواہی اپنی گورنمنٹ کی سمجھتا ہوں۔ اس لئے مجھ پر واجب ہے کہ گو ان کا علاج بخوبی ہوگیا ہو پھر بھی جو سبب میرے دل میں ہیں ان کو بھی ظاہر کردوں۔''(۵)

انکساری اور مشرقی تہذیبی روایت کے ساتھ ساتھ ملی غیرت اور اور جمعیت کا اظہار نہایت مستحکم لہجہ میں کرتے ہیں سرسید کا لہجہ ان کے جذبات کا آئینہ دار ہے۔

''ہمارے حکام اور ہندوستانیوں کا خون ایک نہ تھا مذہب ایک نہ تھا رسم و رواج ایک نہ تھا دلی رضامندی تو رعایا کو نہ تھی ۔ آپس میں محبت اور اتحاد نہ تھا پھر کس بات پر ہمارے حکام ہندوستان سے وفاداری کو توقع رکھتے ہیں''۔ ہماری گورنمنٹ کو نہیں معلوم تھا کہ ہماری رعیت پر دن کیسا گزرتا ہے اور رات کس مصیبت کی آتی ہے۔(۶)

''اسباب بغاوت ہند لکھ کر بجائے ہندوستانیوں کے خود حکام وقت کو ہنگامہ ۱۸۵۷ء کا ذمہ دار قرار دیا۔''(۷)

سرسید نے حکام کی نااہلی اور بے خبری کا ذکر کرتے ہوئے واضح کیا کہ آپ نہ تو اہل ہند خصوصاً مسلمانوں کے

مزاج سے آشنا ہیں نہ ہی یہاں کے رسم و رواج اور طرزِ حکمرانی سے آگاہ ہیں۔ بلکہ حکمرانی کے اصولوں سے بھی عدم واقفیت آپ کی طرزِ حکمرانی سے عیاں ہے۔ کہتے ہیں۔

''کیا مسیح مقدس کا یہ قول دل کو تسلی دینے والا نہیں کہ جو کچھ تم چاہتے ہو کہ لوگ تمھارے ساتھ کریں ویسا ہی تم بھی ان سے کرو۔''(۸) وہ نہایت دلیرانہ انداز میں حکمرانوں کی نااہلی اور اہلِ ہند سے ان کے ناروا سلوک کا ذکر کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں: ''کیا تعجب نہیں آتا کہ اتنی بڑی سازش اور اتنی مدت سے ہورہی ہو اور ہمارے حکام بالکل بے خبر رہیں۔''(۹) انگریز کی وعدہ خلافی کے بارے میں نہایت صفائی سے کہتے ہیں کہ ''آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی نے خلاف عہد اور قرار کے کیا۔''(۱۰) سرسید کا یہ انداز جہاد بالتعلیم نہیں تو اور کیا ہے۔

ان کا اسلوب میدان جنگ کی مختلف حکمت عملیوں کی طرح نظر آتا ہے جب کبھی سامنے آیا جاتا ہے اور کبھی بظاہر پسپائی اختیار کی جاتی ہے جو کہ ایک جنگی چال ہوتی ہے۔سرسید نے اپنے رسالہ اسباب بغاوت ہند میں تجزیاتی، مدلل اور اخذ کرنے کا انداز اختیار کیا ہے ۔ وہ تاریخی حوالوں اور عاداتِ نسل انسانی کو سامنے رکھتے ہوئے لکھتے ہیں:

> اگلی تاریخوں کے دیکھنے سے جو درحقیت ایک روزنامہ ہے عادات، خیالات اور اطوار مختلف نوع انسان کا معلوم ہوسکتا ہے کہ ان کی عادتیں اور خیالات اور اطوار موافق کسی عقلی قاعدے کے حاصل نہیں ہوئی ہیں بلکہ ہر ایک ملک اور قوم میں بحسب اتفاق ہوگئی ہیں۔ پس قواعد گورنمنٹ ان اوضاع اور اطوار پر موقوف ہیں نہ یہ کہ وہ اوضاع اور اطوار اور عادات قواعد گورنمنٹ پر۔(۱۱)

یہ بے باکی اور انداز سرسید کا ہی حصہ ہے ۔انھوں نے منطق اور استدلال کی روشنی میں کسی بھی بات کو دوٹوک اور واضح لفظوں میں کہنے کی روایت قائم کی ہے۔(۱۲) سرسید مسلمانوں کے مزاج اہل ہند کی قلبی کیفیات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔''بڑے سے بڑا ذی عزت ہندوستانی حکام سے لرزاں اور بے عزتی کی خوف سے ترساں نہ تھا اور کیا یہ بات چھپی ہوئی ہے کہ ایک اشراف اہلکار صاحب کے سامنے مثل پڑھ رہا ہے اور ہاتھ جوڑ جوڑ کر باتیں کر رہا ہے اور صاحب کی بدمزاجی اور سخت کلامی بلکہ دشنام دہی سے دل میں روتا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ ہائے افسوس روٹی اور کہیں نہیں ملتی اس نوکری سے تو گھاس کھودنی بہتر ہے۔''(۱۳) یہ باتیں ہر ایک قوم کے لوگوں کو ناگوار تھیں مگر مسلمانوں کو زیادہ گراں گزرتی تھیں مگر اس کا سبب بہت روشن ہے کہ صدہا سال سے مسلمان ہندوستان میں بھی باعزت چلے آتے ہیں ان کی طبیعت اور جبلت میں ایک غیرت ہے دل میں لالچ روپیہ کی بہت کم ہے کسی لالچ سے عزت کا جانا نہیں چاہتے بہت تجربہ ہوا ہوگا کہ اور قوم میں جو باتیں بغیر رنج کے اٹھالیتے ہیں مسلمانوں کو اس سے بھی ادنیٰ بات کا اٹھانا نہایت مشکل ہوتا ہے۔(۱۴)

سرسید مسلم مزاج اور غیرت ملی کے حوالے سے بات کرنے کے ساتھ ساتھ ہندوستان میں تاریخی اعتبار سے

مذہبی تبلیغ حکمرانی کے طور طریقے پر روشنی ڈالتے ہوئے حاکم انگریزوں کے انداز پر واضح تنقید کرتے ہیں ۔ کہتے ہیں:

''ہندوستان میں وعظ اور کتھا کا دستور یہ ہے کہ اپنے اپنے معبد یا مکان پر بیٹھ کر کہتے ہیں جس کا دل چاہے اور جس کو رغبت ہو وہاں جا کر سنے۔ پادری صاحبوں کا طریقہ اس کے برخلاف تھا... یہ رواج نکلا کہ پادری صاحب کے ساتھ تھانہ کا ایک چپراسی جانے لگا پادری صاحب غیر مذہب کے مقدس لوگوں کو اور مقدس مقاموں کو بہت برائی سے اور ہتک سے یاد کرتے تھے۔[۱۵] تاریخی حوالے سے بات کرتے ہوئے سرسید بتاتے ہیں کہ یہاں کا نظامِ حکومت اورعوام اور حکام کا تعلق کس طرح کا تھا اور انگریز کا رویے کیسا ہے۔

> تاریخ کی کتابوں سے ظاہر ہے کہ اگلی عملداریوں میں یہ بات بہت رائج تھی کہ ہر ہر طرح سے انعام واکرام رعایا کو اور سرداروں کو ملتا تھا بڑے بڑے قیمتی خلقت اورعمدہ عمدہ تحفہ اورنقد روپیہ اور زمین جاگیرانعام میں ملتی تھی۔ خاندانی آدمی خطاب پاتے... ہندوستان کی رعایا اس بات کو بہت پسند کرتی تھی... یہ سلسلہ بالکل موقوف کر دیا۔[۱۶]

طریق سابق کے حوالے سے دیتے ہوئے حکمرانوں کی ستم ظریفی کا ذکر کرتے ہیں کہ:

> جب شاہ جہاں تخت پر بیٹھا تو صرف بروز تخت نشینی چار لاکھ بیگھ زمین اور ایک سو بیس گاؤں جاگیر میں اور لاکھوں روپیہ انعام میں دیئے۔ یہ بات ہماری گورنمنٹ میں یک قلم مسدود تھی بلکہ پہلی جاگیریں بھی ضبطی ہوگئیں تھیں جس ضبطی کے سبب ہزارہا آدمی نانِ شبینہ کو محتاج ہو گئے تھے۔[۱۷]

سرسید نے اپنے رسالہ میں زبان وبیان کے جوانداز اختیار کیے، حق گوئی کی جس دلیرانہ روایت کا آغاز کیا اُس نے با آخر اہلِ ہند کو ان کے حقوق دلوا دیے۔''انھوں نے جان ہتھیلی پر رکھ کر بغاوت کے اسباب کا تجزیہ کیا۔[۱۸]

سرسید کی حق گوئی بے باک انداز تاریخ کے شعور اور نفسیاتی دانی نے اسباب بغاوت ہند کو ایک شہکار بنا دیا۔ وہ کتاب جومسلم ہندوستانیوں کے اوپر لگے ہوئے ۔الزامات کی وضاحت کرتی ہے وہ دراصل انگریز کے مظالم کی داستان سناتی ہے۔ زبان اور اسلوب کے برتاؤ نے سرسید کی تہذیبی اور تاریخی شخصیت کو نہایت خوبی سے واضح کر دیا ہے۔

---

**حواشی:**

(۱) علی محسن صدیقی، سرسید کی تاریخی تصنیفات مشمولہ برگِ گل، سرسید نمبر (نقش ثانی)، (کراچی: اردو کالج، ۱۹۶۹ء۔۱۹۶۸ء)،ص ۱۵۳

(۲) ایضاً،ص ۱۷۳

(۳) سرسید احمد خان، اسبابِ بغاوتِ ہند، (علی گڑھ: یونی ورسٹی پبلشرز، مسلم یونیورسٹی، ۱۹۵۸ء)،ص ۲۹

(۴) ایضاً

(۵) ایضاً

(۶) ایضاً،ص ۶۴

(۷) مولوی طفیل احمد، مسلمانوں کا روشن مستقبل، (بدایوں: نظامی پریس، ۱۹۴۶ء)،ص ۲

(۸) اسبابِ بغاوتِ ہند،ص ۶۲

(۹) ایضاً،ص ۳۲

(۱۰) ایضاً،ص ۳۳

(۱۱) ایضاً،ص ۳۹

(۱۲) ڈاکٹر مشتاق احمد، سرسید کی نثری خدمات، (دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۵ء)،ص ۱۲۱۔۱۲۲

(۱۳) اسبابِ بغاوتِ ہند،ص ۶۶

(۱۴) ایضاً،ص ۶۷

(۱۵) ایضاً،ص ۴۴

(۱۶) ایضاً،ص ۶۹

(۱۷) ایضاً،ص ۶۰

(۱۸) سرسید کی نثری خدمات،ص ۷۹

## مآخذ:


۱۔ احمد، مشتاق، ڈاکٹر، سرسید کی نثری خدمات، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۵ء،ص ۱۲۱۔۱۲۲

۲۔ احمد، طفیل، مولوی، مسلمانوں کا روشن مستقبل، بدایوں: نظامی پریس، ۱۹۴۶ء،ص ۲

۳۔ خان، سرسید احمد، اسبابِ بغاوتِ ہند، علی گڑھ: یونی ورسٹی پبلشرز، مسلم یونیورسٹی، ۱۹۵۸ء،ص ۲۹

۴۔ صدیقی، علی محسن، سرسید کی تاریخی تصنیفات مشمولہ برگِ گل، سرسید نمبر (نقش ثانی)، کراچی: اردو کالج، ۱۹۶۸ء۔۱۹۶۹ء